ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
Vol. 2, No.4 (2020)
(October to December)

زکی دہلوی۔۔۔۔۔۔۔تلمیذ غالب

Zaki Dehlvi .....Talmiz Ghalib

سلمہ اَحمد
ایم۔فل اُردو اسکالر، لاہور گریژن یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر عطاء الرحمان
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور گریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Mohammad Zakria Khan Zaki was born at Dehli in 1938A.D. He received his education at Dehli.In poetry Zaki was the pupil of the famous poet Mirza Asad Ulha Khan Ghalib with whom he had long Family connections. Zaki was an inspector of Schools. His father Sayed Mehmood Khan was also a poet. He wrote copiously and took keen part in the mushairas. He was an apt Pupil of Ghalib and many of the characteristics of Ghalib are found in his poetry.Ghalib Had a regard for him and gave him a certificate a copy of which is found in the Diwan of zaki.He was a poet who with his unique poetic diction ruled over Urdu literature. He always tries to found a new subject but when a subject did not appeal to him he had a good sense to avoid it. zaki's dewan was published during his life time. He left behind him many pupils the most famous being Molvi Hashmt Allah Hashmat, pandit jwahir Nath koul Saqi, Akhtr Sadique, Aseer badiwani, Toula Hussain Toula and and molvi Sayed Ahmad Dehlvi the author of frhangh Asfiya.He commanded considerable influence in poetical circle and was regarded as a creditable exponent of the old school of Urdu poetry.

Key Words: Zaki,Dehli, Ghalib, certificate, Urdu literature, good sense, published, farhangh-e-Asfiya

غالبؔ اپنے عہد کے ایک نامور نابغہ تھے جنہوں نے شاعری اور ادب میں جو خزانہ پیش کیا وہ آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ غالبؔ کے سامنے اُس عہد کے سینکڑوں شعرا نے زانوے تلمذ طے کیا اور اردو شاعری کے آسمان پر جگمگائے۔ انھیں میں غالبؔ کا ایک نامور شاگرد سید محمد زکریا خان دہلوی بھی تھے۔ جنھوں نے غالبؔ سے فیض پایا اور اس پر فخر کا اظہار کیا۔ جیسا کہ وہ خود تحریر فرماتے ہیں:

"بارہ سال کی عمر میں غالب کا آستانہ بوس ہوا اور فنِ شاعری میں شرفِ شاگردی حاصل کیا۔
چناچہ حضرت مغفور کی حیات تک اُن کے مے خانے کا پیالہ پینے والا رہا۔"(۱)

زکیؔ، سید محمد زکریا خان دہلوی 1839ء کو دہلی میں پیدا ہوئے[2]۔ ان کو شاعری وراثت میں ملی تھی۔ ان کے والد سید محمود خاں محمود بھی صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ زکیؔ، نواب اعظم الدولہ میر محمد خاں بہادر معظم جنگ کے نواسے اور نواب صاحب کے بھائی کے پوتے تھے

۔اعظم الدولہ کے خاندان کا تعلق غالبؔ سے بھی رہا ہے۔مالک رام نے تلامذۂ غالب میں لکھا ہے کہ اصل میں یہ خاندان کشمیری تھا۔اور یہ لوگ دہلی کے مشہور محلہ زینت باڑی میں رہا کرتے تھے۔زکیؔ کی تعلیم بھی وہیں ہوئی۔زکیؔ کی بیوی کا نام مریم بیگم تھا۔مریم بیگم نے 1960۔1961 میں رحلت کی۔اولاد میں پانچ بیٹے (1) سید ذوالفقار رضوی،(2)سید ابوالقاسم رضوی،(3)سید حامد حسن رضوی،(4)سید عنایت حسین رضوی،(5)سید ولایت حسین رضوی اور ایک بیٹی ہوئے۔

زکیؔ فنِ سخن میں تو باقاعدہ طور پر غالبؔ ہی کے شاگرد تھے لیکن مولانا صہبائی اور پنڈت رام کشور بسمل کے علوم درسیہ میں شاگرد تھے۔3۔جہاں تک زکیؔ کے تلامذہ کا تعلق ہے تو اُس دور کے بہت سے نامور شعراء نے زکیؔ سے سلسلہ تلمذ باندھا اور فیض حاصل کیا۔ان میں مولوی حشمت اللہ حشمت، ایم اے کلکٹر صوبہ جات متحدہ، پنڈت جواہر ناتھ کول ساقی، اختر صدیقی، اسیر بدایونی، تولا حسین تولا اور مولوی سید احمد دہلوی (مولف فرہنگ آصفیہ) شامل ہیں۔

زکیؔ کا دیوان اُن کی زندگی میں ہی "دیوانِ زکی" کے نام سے چھپ چکا تھا۔زکیؔ کے ایک چچازاد بھائی سید میر حسن رضوی تھے۔سید مسعود حسن شہاب دہلوی (ایڈیٹر) الزبیر، بہاولپور (پاکستان) انھیں سید میر حسن رضوی کے پوتے تھے۔میر حسن رضوی اخبار خیر خواہ عالم اور مطبع رضوی کے مالک تھے۔زکیؔ کا دیوان پہلی مرتبہ اسی مطبع سے سید میر حسن کے اہتمام سے ذی الحجہ 1312ھ مطابق جون 1895 میں چھپا۔(۴)

زکیؔ کے دیوان کے علاوہ بھی ان کا کافی غیر مطبوع کلام ہے جو کہ اُن کے خاندان کے پاس موجود ہے۔یہ زکیؔ کی قادر الکلامی اور خوش بیانی کا ثمر ہے کہ اُن کا شمار غالبؔ کے چند مخصوص تلامذہ میں کیا جاتا ہے۔(ماہنامہ نگار 1935) میں نیاز فتح پوری کا ایک مقالہ "اردو شاعری پر تاریخی تبصرہ" شائع ہوا تھا۔اس میں نیاز فتح پوری نے اردو شاعری کا جائزہ لیتے ہوئے غالبؔ کے قابلِ ذکر شاگردوں میں زکیؔ کا ذکر کیا ہے ۔انھوں نے اس مقالے کے علاوہ زکیؔ کا ذکر "عہد بعہد اردو زبان و شاعری کا ارتقا" اور "ہر دور کے قابلِ ذکر شعرا میں" کر کے انھیں حیاتِ جاوید بخشی ہے۔زکیؔ کی شاعری ایک ایسا صاف و شفاف آئینہ ہے جس میں غالب کی تصویر صاف نظر آتی ہے۔اس دعوے کی صداقت کا اندازہ ان مستند اہلِ قلم کی آراء اور دیوانِ زکیؔ کی شعری امثال سے بخوبی ہوتا ہے۔لالہ سری رام لکھتے ہیں:

> "حق یہ ہے کہ مرزا غالب کے شاگردوں میں حضرت زکیؔ سے زیادہ کسی نے اُن کا رنگ نہیں برتا۔
> اُن سے زیادہ کوئی اُن کے رنگ کی تقلید میں کامیاب نہیں ہو سکا۔"(۵)

محمد جمیل احمد "اردو شاعری کی مختصر تاریخ" میں لکھتے ہیں

> "نواب سید محمد زکریا خاں رضوی المتخلص بہ زکیؔ اپنے زمانہ کے ایک عالم شخص تھے۔متعدد علوم میں دستگاہ رکھتے تھے۔۔زکیؔ کا شمار غالب کے نہایت مقتدر تلامذہ سے ہے۔ان کے کلام میں غالب کا بہت کچھ رنگ موجود ہے
> ۔خیال آفرینی اور ندرت بیان ان کے کلام کے جوہر ہیں۔"(۶)

نیاز فتح پوری "ماہنامہ نگار" میں اسلوبِ زکیؔ کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

"غالب کا رنگ اُن کے کلام میں بہت رچا بسا ہے۔"(۷)

مالک رام "تلامذۂ غالب" میں اسی بات کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زکی بڑے قادر الکلام شخص تھے۔ بہت مشتاق اور نازک خیال شاعر تھے۔ استاد کے کلام کی بعض خصوصیات مثلاً مضمون آفرینی، دقت پسندی، فارسی تراکیب وغیرہ کو اُنھوں نے نبھانے کی کوشش کی ہے اور اس میں بہت حد تک کامیاب بھی رہے۔"(۸)

کلامِ زکی میں ہمیں غالب کا رنگ ڈھنگ بخوبی دکھائی دیتا ہے۔ ان کے جدت اسلوب کے اثرات جا بجا زکی کی شاعری میں نظر آتے ہیں۔ زکی نے غالب کی زمینوں میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

غالب: سراپا رہنِ عشق و ناگزیر الفتِ ہستی　　عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا(9)

زکی: وہ آئے دیکھنے کو مہربان ہو کر گئے برہم　　تپ ہجراں میں تھا گویا تماشا برق حاصل کا(10)

غالب: زکاتِ حسن دے، اے جلوۂ بینش، کہ مہر آسا　　چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا(19ص)

زکی: تجمل اللہ اللہ ساز و برگ بے نوائی کا　　کہ مثل مہر ہے داغ جگر کاسہ گدائی کا(10ص)

غالب: مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں　　ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں(63ص)

زکی: ضعف عزت ہے کہ میں درخور تعذیر نہیں　　طوق گردن میں نہیں پاؤں میں زنجیر نہیں(110ص)

غالب نے انوکھے اور نادر خیالات میں طبع آزمائی کر کے شاعری کو نئی اپج سے ہمکنار کیا ہے۔ زکی کے تخیل نے بھی اسی سے جلا پائی ہے۔ انہوں نے غالب کی پیروی میں ایسے بہت سے خیالات کو اپنی شاعری کے سانچے میں ڈھالا ہے، جو ہمیں زبانِ غالب میں سنائی دیتے ہیں۔ زکی کے ہاں غالب کے ہم مضمون اشعار بھی ملتے ہیں:

غالب: اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا　　لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں(78ص)

زکی: کیا اعتماد ہے نگہِ ناز پر انھیں　　برہم ہیں اور ہاتھ میں خنجر نہیں ہنوز(72ص)

محاسنِ کلام زکی

لکھنوی دور میں اگرچہ دہلوی دور کے برعکس صنعت گری کا رواج زیادہ نہیں تھا۔اس کے باوجود ہمیں دہلوی شعرا کے ہاں بھی صنعت گری کے نمونے ملتے ہیں۔زکیؔ نے بھی اپنے عہد کے اثرات کو قبول کیا۔"دیوانِ زکیؔ" میں ہمیں جابجا صنعتوں کا استعمال ملتا ہے۔کلامِ زکیؔ میں صنائع اور بدائع کی چند اہم مثالیں:

تشبیہ

زکیؔ کے ہاں تشبیہات کی کثرت ہے اور وہ اسے مختلف حواس کے اجتماع کے ساتھ استعمال کرتے ہیں:

نالہ سے نامہ و پیغام کا مطلب نکلا　　ہم نے اس طائرِ بے پر کو کبوتر جانا (25ص)

استعارہ

تمہارے ابرو و عارض کا یہ تماشا ہے　　کہ ایک وقت میں ہو بدر بھی ہلال بھی ہو (130ص)

صنعت تجنیس

وہ رشکِ گل سرِ شام آئے صبح نہ جا سکے　　اسی طرح برس ابرِ بہار اب کے برس (77ص)

صنعت تکرار

فنا تھی ہستی ظاہر یہاں مر جانا جینا تھا　　ہمیں تھے غافل ورنہ ذرہ ذرہ چشم بینا تھا (13ص)

صنعت قلب

ہم جسے سمجھے ہیں شہرت وہی تشہیر بھی ہے　　یہی سودا ہے کہ ہے گرمی بازار حرص (82ص)

صنعت مبادلتہ الراسین

خشک ہیں دامن و شت و جبل اے چشم ابھی　　موج دریا کو دیا اشک نے الزام کہاں (122ص)

صنعت سیاق الاعداد

ہائے یہ ذوق وفا اور بغل میں دل ایک　　ہوتے دو چار بھی دل اور تو شید اکرتے (174ص)

صنعت طباق (سلبی)

ادھر دیکھو نہ دیکھو تم سے کیا ضد　　بھلا سمجھو نہ سمجھو ہم فدا ہیں (167ص)

صنعت قول بالموجب

کامیابِ مرگ کب ہوتا ہے ناکامِ وصال　　آپ کیا آتے نہیں مرنے کو ترساتی ہے نیند (60ص)

وصال موت کو بھی کہتے ہیں اور محبوب سے ملاقات کو بھی۔ شاعر نے ملاقات ہی کے معنی میں نظم کیا ہے

صنعت تنسیق الصفات

غریب و پائمال و بے سر و پا و پراگندہ　　ترے عاشق رفیق کارواں نقش پا نکلے (ص145)

صنعت تضاد

سیار تجھ سے مہر و مہ و چرخ روز و شب　　گردش میں تجھ سے دائرہ لیل و نہار کا (11ص)

صنعت مراۃ النظیر

سیار تجھ سے مہر و مہ و چرخ روز و شب　　گردش میں تجھ سے دائرہ لیل و نہار کا (11ص)

صنعت سوال جواب

میں نے جو کہا وصل کا خواب اُن کو تو ہنس کر　　وہ کہتے ہیں اب خواب میں تعبیر کو دیکھو (133ص)

صنعت تجرید

آفاق کو ترے رُخِ گلگوں سے ہے فروغ　　صبح بہار ہوتی ہے جیسے بہار صبح (57ص)

صنعت جمع

دود بے شعلہ ہیں زلف و خط و گیسوے سیاہ　　حسن میں آگ بھی رکھتے ہیں حسیں تھوڑی سی (172ص)

صنعت حسن تعلیل

گلشن حسن کی کیا بات یہ ہے اور بہار　　جب حسیں بولتے ہیں پھول سے جھڑ جاتے ہیں (124)

صنعت اوماج

تصویر کی طرح ہیں تری بزم میں خموش　　گویا ہوئی ہے خلق ہماری زباں عبث (54ص)

صنعت مبالغہ

تم گئے اور بھڑکی آتش غم　رفتہ رفتہ جگر کباب ہوا (39ص)

صنعت تعجب

حیران ہیں ہم مشاہدۂ نور ذات میں　آنکھوں میں کیا سمائے گا رنگ اعتبار کا (11ص)

صنعت ترجمتہ الفظ

تم نہ آئے تو کیا نہ آئی اجل　وہ نہ تھا سہل یہ تو آساں تھا (36ص)

صنعت موقوف

وہ شوخ صبح شب وعدہ میرے قاصد سے　یہ پوچھتا ہے کہو کب تک انتظار ہوا (21ص)

صنعت مقابلہ

وصل آغاز تھا فراق انجام　کاہش افزا ہے آج دی کا حظ (88ص)

وصل کے مقابلہ میں فراق اور آغاز کے مقابلہ میں انجام ہے

مترادفات

چمن میں غنچۂ دل بھی نہ دیکھنے کو ملے　جو کوئے یار کی آئی ہوا صبا کے عوض (83ص)

زکیؔ نے اپنے کلام میں قرانی آیات کا استعمال بھی کیا ہے

قرآنی الفاظ

علو منزلت نیرنگ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی　کمال مرتبت اکملت اتممت سنا دیکھا (12ص)

ادبی اصطلاحات

نثر میں جہاں تذکرہ نگاروں کتب بلاغت میں ہمیں فن شعر سے متعلق بعض اصطلاحیں ملتی ہیں وہاں شعرا کے کلام میں بھی بعض تنقیدی اصطلاحات شعری کا حوالہ ملتا ہے۔ زکیؔ کے کلام میں بھی ان ادبی اصطلاحات کا استعمال ملتا ہے۔

استاد

غزل میں دردِ دل اُن کو سناؤ زکیؔ اس فن میں ہوا استاد آخر (71ص)

بحر

جوش گریہ سے ہے گرداب گریباں اپنا دامن بحر سے ہم پلہ ہے داماں اپنا (18ص)

اصطلاح

خواب و بیداری سے یاد یار میں غفلت نہ ہو اصطلاح اہلِ دل میں یہ ہی کہلاتی ہے نیند (60ص)

تحریر

دل ہو قابو میں تو لکھوا اُنھیں کچھ حال اپنا رسم تحریر تو ہے طاقت تحریر نہیں (111ص)

دیوان

مدد شعر مجھے روح سے ہوتی ہے زکیؔ نسخۂ دل ہے بغل میں مرے دیوانِ نیاز (75ص)

ردیف

اے زکیؔ ترجمۂ علم سراسر ہے ردیف اور معنی میں بھی کہتے ہیں سخنور جانا (26ص)

زمین

زمین سخت میں کھاتے ہو ٹھوکریں کیا کیا مشاعرے میں زکیؔ لے کے یہ غزل جاتے (170ص)

شعر

کس توقع پر غزل لکھئے زکیؔ شعر کا کون یہاں پرساں ہے (190ص)

صاد

نرگس صفت چشم بتاں عین سخن ہے　واللہ زکی اہلِ نظر صاد کریں گے (177ص)

صنعت

معنی نکالتا ہے سخن ساز لفظ میں　شاہد ہیں اُس کی صنعت تجرید کے خطوط (84ص)

غزل

غزل میں دردِ دل اُن کو سناؤ زکی اس فن میں ہوا اُستاد آخر (71ص)

قافیہ

لاکھ بہ تبدیل قوافی غزل تازہ زکی تیرے اشعار میں معنی کا مزہ ہوتا ہے (160ص)

مشاعرہ

زمین سخت میں کھاتے ہو ٹھوکریں کیا کیا　مشاعرے میں زکی لے کے یہ غزل جاتے (170ص)

مضمون

اے زکی ورق دل کو نہ کر چاک کہ اس میں　مضمون ہے وفا کا مرے یا تیرے ستم کا (33ص)

زکی نے اپنے کلام میں صنائع و بدائع اور ادبی اصطلاحات کا استعمال اتنی چابک دستی کے ساتھ کیا ہے کہ ہمیں ان کہ فنِ سخن کا متعرف ہونا پڑتا ہے ۔ان کے کلام میں جگہ جگہ پر ہمیں غالب کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے لیکن غالب کا رنگ قبول کرنے کے باوجود زکی نے بہت سے مواقع پر اپنے استاد سے اختلاف بھی کیا ہے اور اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔ٹی گراہم بیلی اپنی اردو ادب کی تاریخ کے انگریزی ایڈیشن میں لکھتے ہیں:

"More than any other of Galib's pupils he wrote in the style of the 11master .but he had only slide success ."

ایک مضمون کا کئی جگہ استعمال بھی زکی کی اہم خوبی ہے۔اسے محاورے، تلمیح اور کئی انداز سے برتا ہے۔اس کی مثالیں کثرت سے زکی کے ہاں ملتی ہیں:

محاورات

امید بر آنا

قتل کو اُس نے پس از عمر نکالی تلوار　　بعد مدت کے بر آئی مرے سر کی اُمید (61ص)

آنکھ بر آنا

جلوہ کرتے نہیں تم دل میں اور میں روتا ہوں　　آنکھ بھر آتی ہے خالی جو مکاں ہوتا ہے (160ص)

آنکھیں بچھانا

ستم پر آنکھیں بچھاتے ہیں مثل نقش قدم　تری نظر کی طرح ہم بدل نہیں جاتے (171ص)

پھولے نہ سمانا

سن سن کے مژدہ آمد فصل بہار کا　پھولی نہیں چمن میں سماتی ہے عندلیب (44ص)

جی چھوٹنا

اُن کے جانے سے جی ہی چھوٹ گیا　ناز تھا ہم کو دل لگانے پر (70ص)

حسرت برسنا

کیا یہ یاس نے غارت کہ اب حسرت برستی ہے　دل ویراں کبھی نقد تمنا کا دفینا تھا (14ص)

زکیؔ نے اپنے اشعار میں تلمیحات کا استعمال بھی بڑی خوبصوتی سے کیا ہے۔ اس کی چند مثالیں یہ ہیں

حاصل ہے زکیؔ ایک دل صاف سے اپنے　آئینہ و جام اب ہمیں اسکندر و جم کا (34ص)

یہاں کی صورت گرد ہن کو اُس کے کہتے تھے عدم　ہے عدم میں بھی یہ جھگڑا مانی و بہزاد میں (117ص)

کام تیرا اگر زکیؔ نکلے　حضرت بوتراب سے نکلے (187ص)

خضر کو جانا جو کچھ تو نے سکندر جانا　ہم نے اپنے دل سرگشتہ کو رہبر جانا (26ص)

فخر ہم کو تو زکیؔ فقر سے ہے　تھا سکندر کوئی دارا کوئی (184ص)

رہ میں اُس غیرت بلقیس کی موجانا غبار　صورت تخت سلیماں ہے ہوا پر جانا (26ص)

مرگ عاشق ہی نہیں ہے انتہائے ظلم عشق　جان شیریں بھی گئی آخر غم فرہاد میں (118ص)

ہوا عزلت میں شہرہ مثل عنقا　مجھے ہے فیض عشقِ نامور کا (37ص)

بے سروپائی مجھے تم کو مبارک پاس وضع　میں بھی ہوں مجنوں صفت تم ہو اگر لیلیٰ مزاج (56ص)

کلامِ غالب کی ایک اہم خوبی فارسی تراکیب کا استعمال ہے۔ زکیؔ نے اس حوالے سے بھی اپنے استاد کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے احسن طریقے سے انہیں سپردِ قرطاس کیا ہے:

ویرانہ ہو گیا تھا دل خانماں خراب　پھر اُس کو بوے گل سے بساتی ہے عندلیب (44ص)

پوچھتا ہے بزمِ دشمن میں تجاہل سے مجھے　ہو گئی حسن ادا یار ستم گر کی تلاش (78ص)

بادۂ شوق سے کس کے ہے بھرا ساغرِ گل　جوشِ مستی سے گرے پڑے ہیں گل بر سرِ گل (100ص)

زکیؔ کے دل کو کر سیراب فیضِ تربیت سے یارب　یہ کشتہ نامرادی تشنہ باراں رحمت ہے (146ص)

فنا تھی ہستی ظاہر یہاں مر جانا جینا تھا　ہمیں غافل تھے ورنہ ذرہ ذرہ چشمِ بینا تھا (13ص)

ہر دم یہ فکر کیوں ہے کہ اُٹھ جائے بزم سے　عاشق کہیں تمہارا چراغِ سحر ہوا (22ص)

زکیؔ نے اپنی شاعری میں غزل کی عشقیہ روایت کو بھی برقرار رکھا ہے اور جگہ جگہ پر عاشقانہ مضامین نظم کیے ہیں:

وصل کی شب ہائے دل میں شوق و ارماں کا ہجوم　اور اُس کا ناز سے کہنا کہ اب آتی ہے نیند (60ص) محبوب کے حسن کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

تمہارے ابرو و عارض کا یہ تماشا ہے　کہ ایک وقت میں ہو بدر بھی ہلال بھی ہو (130ص)

زکیؔ کے کلام میں پائی جانے والی خوبیوں کے معترف خود غالبؔ بھی تھی۔ غالبؔ نے اپنے ایک خط میں جو زکیؔ کے نام تھا۔ ان کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کی ہے:

> "آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ از روئے شرافت نسبی و لیاقت حسبی آفتاب و مہتاب ہیں۔ آپ کا کہا کہنا ہے۔ اس عمر میں علم و فضل کا پایۂ بلند حاصل کیا ہے۔ کہ دوسروں کو یہاں تک پہنچنا مشکل ہے۔ مثنوی کے اشعار میں نے دیکھے اور پسند کیے۔ بطریق سہل ممتنع ہیں۔ اردو فصیح، عبارت

سلیس، الفاظ نہایت سنجیدہ و متین، حرف حرف شستہ و رفتہ خوبیاں جو نظم میں ہونی چاہئیں سب موجود ہیں۔"(۱۲)

آپ فن شاعری کے اصول و نکات کے ماہر اور جملہ اصناف سخن پر ان کو مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ کے کلام میں بلاغت اور خیالات میں تازگی تھی۔ مضمون آفرینی، نازک خیالی اور طرز ادا کی نفاست خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ زکی نے اپنے استاد کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے فارسی تراکیب بھی استعمال کی ہیں اور وہ اس میں بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ ان کا کوئی شعر لطافت سے خالی نہیں ہے۔ دشوار پسندی کے باوجود آپ کا کلام زبان کی فصاحت کے لحاظ سے نہایت مستند ہے۔ دیوانِ زکی میں ایسی غزلیات بہت کم ہیں جن میں سے کم از کم ایک یا دو اشعار غالب کی یاد نہ دلاتے ہوں۔

مالک رام تلامذہ غالب میں زکی کے فن کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"اس میں شبہ نہیں کہ (زکی) بہت مشتاق اور نازک خیال شاعر تھے۔ استاد کے کلام کی بعض خصوصیات مثلاً مضمون آفرینی، دقت پسندی، فارسی تراکیب وغیرہ کو انھوں نے نبھانے کی کوشش کی ہے اور اس میں بہت حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔ بہت کچھ کلام غیر مطبوعہ رہ گیا جو ان کے خاندان کے پاس موجود ہے۔"(۱۳)

زکی کو فقیروں سے بہت عقیدت تھی۔ شعر و سخن سے تو طبیعت کو اس قدر لگاؤ تھا کہ جہاں جاتے تھے وہاں ان کے دم سے شعر و سخن کا چرچا ضرور ہو جاتا تھا۔ اور مشاعروں کی محفلیں گرم ہوتی تھیں۔ ان کے کلام میں ایک خاص بات یہ ہے کہ جن مضامین سے ان کی طبیعت کو لگاؤ نہیں تھا ان مضامیں کو خواہ مخواہ وہ اپنے اشعار میں ہرگز داخل نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ رندانہ بولی، زاہد کی مذمت اور شراب کی تعریف اور درد و سوز کے مضامین بہت کم ہیں۔ الغرض آپ کی وفات سے دنیائے شاعری کا ایک اہم رکن جاتا رہا۔ زکی نے 1321ھ مطابق 1903ء کو بدایوں میں وفات پائی اور حضرت سید احمد صاحب والد ماجد حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ کے باہر جنوبی دیوار کے زیرِ سایہ جانبِ مشرق آسودہ خواب ہیں(۱۴)

انیسویں صدی میں جہاں دیگر شعرا نے اپنی شاعری کے میدان میں ناموری پائی انھیں میں زکی بھی شامل ہیں۔ جن کا کلام اُن کے عہد کے معاصر جرائد میں بھی شائع ہوتا رہا۔ اور انھوں نے مشاعروں میں بھی کلام کا جادو جگایا۔ اور اپنے معاصرین سے بھی داد پائی۔ اُن کے کلام میں سیاسی، سماجی، عصری، معاشرتی، مذہبی شعور واضح طور پر موجود ہے جس کی روشنی میں ہم اُن کے عہد کے حالات و واقعات کو متحرک شکل میں دیکھ سکتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سید محمد زکریاں خان دہلوی، دیوانِ زکی، دہلی: مطبع رضوی، جون ۱۸۹۵ء، ص:۴

۲۔ نظیر لدھیانوی، تذکرہ شعرائے اردو، لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۵۳ء، ص: ۱۷۷

۳۔ رام بابو سکسینہ، تاریخ ادب اردو، مترجم مرزا محمد عسکری، دہلی: سوو لیتھو پریس، ۱۹۶۶ء ص: ۴۰۳

۴۔ مالک رام، تلامذۂ غالب، نئی دہلی: مکتبہ جامع، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۸۴ء ص: ۲۳۴۔۲۳۵

۵۔ لالہ سری رام، خمخانہ جاوید، جلد سوم، دلی: دلی پرنٹنگ ورکس، ۱۹۱۷ء ص: ۶۲۵

۶۔ محمد جمیل احمد، اردو شاعری کی مختصر تاریخ، لکھنؤ، نول کشور پریس، ۱۹۴۱ء، ص ۱۰۰۔۱۰۱

۷۔ نیاز فتح پوری، ماہنامہ نگار، ۱۹۳۵ء

۸۔ مالک رام، تلامذۂ غالب، دوسرا ایڈیشن، نئی دہلی: مکتبہ جامع، ۱۹۸۴ء، ص: ۲۳۴

۹۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب، لاہور: گوشۂ ادب چوک انارکلی، س۔ن، ص: ۸

۱۰۔ سید محمد زکریا خان دہلوی، دیوانِ زکی، دہلی: مطبع رضوی، جون ۱۸۹۵ء، ص: ۱۳

11-A History of Urdu literature ,By T. Grahim Bailey, London, Oxford University press,1932, P :35

۱۲۔ غالب کی نادر تحریریں، مرتبہ خلیق انجم، دہلی: بیری آرٹ پریس اور کوہِ نور پریس، ۱۹۶۱ء، ص: ۸۶

۱۳۔ مالک رام، تلامذۂ غالب، نئی دہلی: مکتبہ جامع، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۸۴ء، ص: ۲۳۴

۱۴۔ سر سید راس مسعود، انتخابِ زریں، بدایوں: نظامی پریس، تیسرا ایڈیشن ء، ص: ۱۴